

جناب محمد یونس میٹو صاحب -

## محدث وقت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری سے علامہ اقبال کی عقیدت اور استفادہ

کلام اقبال میں ملتا ہے جو تنقید ملتی ہے اس کو علامہ کرام پر منطبق کرنا ایک بہت بڑی علمی خیانت ہے جو لوگ اس خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں یا تو وہ جناب اقبال کے خیالات و اوکار سے نا بلند ہیں یا محض اسلام اور علماء اسلام سے اپنے بعض کا اظہار کرتے رہتے ہیں یا لوگ بات بات پر ڈاکٹر صاحب کو علامہ اسلام کا فکری حریف اور ناقدر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر کے اقبالیات سے اپنے جہل مطلق کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ دوسری طرف اقبال دوست اجاب جانتے ہیں کہ وہ مروجہ دینی علوم کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ جس کا انہیں ہمیشہ افسوس رہا۔ آپ روایتی عالم دین نہ ہونے کے باوجود علم و فضل کے پیکر تھے۔ علامہ اقبال ایک عظیم مفکر، فلسفی، قومی شاعر اور مغرب کے نقاد تھے۔ آپ ہمہ گیر شخصیت کے مالک ہونے کے باوجود علماء حق سے استفادہ کو اپنی خوش قسمتی خیال کرتے تھے۔

آپ کے علامہ شبلی نعمانی، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا محمود الحسن بانی ریشمی رومال تحریک، علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا غلام مرشد، مولانا شبیر احمد عثمانی، پیر محمد علی شاہ صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور دیگر ہم عصر علماء کرام سے گہرے روابط تھے۔ علاوہ ازیں امام ابن تیمیہ، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ شہید احمد، شاہ اسماعیل شہید، مولانا سید جمال الدین افغانی اور مولانا رومی سے عقیدت و محبت بھی قابل ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علامہ کرام کو نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ انہیں اسلامی حکومت کی عدم موجودگی میں اس کا قائم مقام سمجھتے تھے اپنی رائے کو علماء کی رائے کے مقابلے میں قطعاً اہم نہ سمجھتے تھے اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ اس سے جہاں علامہ اقبال کی علمی عظمت کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ آپ کی نظر میں علماء کی حیثیت ایک قانون ساز ادارے کی تھی۔

## لفظ ملا کا عروج و زوال

ملا فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا ایک معنی آقا اور دوسرا غلام ہے۔ اردو دائرہ  
 معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ URDU ENCYCLOPAEDIA  
 OF ISLAM (PUL) کی تحقیق کے مطابق اسلام کی پہلی چار صدیوں میں علماء کرام کے ناموں کے ساتھ ملا۔  
 مولوی اور مولانا کے الفاظ کی بجائے علامہ، الفاضل، المصدر، الامام کے الفاظ استعمال ہوتے تھے۔ ساتویں صدی  
 ہجری کی فارسی کتابوں میں مولانا کا لفظ داخل ہوا۔ جب کہ تیموریوں اور صفویوں کے زمانے کے تذکروں اور کتابوں  
 مثلاً مجالس النقاہت از میر علی شیر نوائی اور حبیب السیر از ازخواند میر میں مولوی اور ملا کے القاب پائے جاتے  
 ہیں۔ ہندوستان میں بابر، اکبر اور جہانگیر کے ادوار میں یہ لفظ پڑے اعزاز کا حامل تھا۔ ایران اور خراسان میں  
 بھی یہ لفظ (ملا) مولوی یا مولانا پر ترجیح حاصل کرتا نظر آتا ہے۔ کیونکہ اکثر بلند پایہ علماء کرام ملا ہی کہلاتے تھے۔  
 بلاقید عہد و زمانہ دیکھئے۔ ملا علی قاری۔ ملا دوانی۔ ملا جلال۔ ملا مبارک۔ ملا عبدالبنی۔ ملا عبدالکیم۔ لکھنؤ  
 وغیرہ لیکن دنیا کے بدلتے ہوئے سیاسی، معاشرتی، معاشی مذہبی و عرفی حالات نے ان الفاظ (ملا۔  
 مولوی۔ مولانا) کی ترتیب فضیلت بھی بدل دی چنانچہ صفوی دور کی تصنیف تحفہ سامی میں ”مولانا“ کا مرتبہ  
 زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ مولوی اس سے کم اور ملا عام خواندہ آدمی کے لیے استعمال ہوا۔ لفظ ”مولانا“ نے اپنے  
 مقام و مرتبہ کو قائم رکھا اور مستند اور باوقار علماء کی صحبت اختیار کی یہی بات مولوی کے بارے میں کہی جا سکتی  
 ہے۔ لیکن ملا کا لفظ مسلسل زوال پذیر رہا یہاں تک اب یہ لفظ قرآن و حدیث سے ناواقف جاہل محض قصہ  
 خواں واعظ۔ سم و رواج کا پابند اور کفن و دفن سے متعلق حضرات کے لیے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔ اور اسی  
 مفہوم میں جناب اقبال نے استعمال کیا ہے۔

ملا کی تحقیریں بے دینی قوتوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اس لیے کہ استعمار کی مخالفت میں علماء کرام پیش  
 پیش تھے۔ انگریزی دور میں شیخ سنوسی کو (MAD MULLA) کہا جاتا تھا۔ یہ انداز تحقیر آج بھی بارے  
 ہے۔ مغرب زدہ استعمار پسند طبقہ اب ملا کی اصطلاح کو ان علماء کرام پر چسپاں کرنے کی فکر میں ہے تاکہ اپنے  
 امریکی اور انگریزی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرے، جن کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا تھا۔

”ارباب دیوبند ہوں یا علماء کی کوئی دوسری جماعت میرے دل میں ان کے جذبہ آزادی

ان کی انگریز دشمنی اور دین کے لیے غیرت و حمیت کی بڑی قدر ہے“

(اقبال کے حضور ص ۲۹۷)

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی علامہ اقبال

نورس ۱۹۷۳ء میں مولانا سید انور شاہ شہینہ

علامہ سید انور شاہ کشمیری اور علامہ اقبال کی ملاقات

ڈاکٹر اقبال کی پہلی ملاقات کے بارے میں لکھتے ہیں -

در ہندوستان میں سیاسی طور پر ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء تک کا زمانہ بڑے ابتلاء کا زمانہ تھا چنانچہ جمعیتہ العلماء نے تجویز کیا کہ ایک جلسہ عام ان سیاسی حالات کے ماتحت کیا جائے۔ اس جلسہ کے روح رواں اور ہر دل بزمولوی عبدالقادر قصوری وکیل تھے۔ یہ عظیم الشان جلسہ ۱۹۲۱ء میں لاہور کے بریڈ ہال میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت مولانا ابوالکلام آزاد نے کی۔ افتتاحی تلاوت مولانا طاہر دیوبندی نے کی تھی۔ صدر انا آزاد کی تجویز کی تائید میں کئی علامتے تقاریر کہیں لیکن جو تقریر علامہ شبیر احمد عثمانی نے اور مولانا فاخر کابوری نے کی شاہکار تھی۔ اس جلسہ میں اول مرتبہ میں نے خود علامہ اقبال اور علامہ انور شاہ کشمیری کا تعارف کرایا تھا۔

(بادشاہی مسجد لاہور ص ۳۷)

مولانا سید انور شاہ کشمیری ۱۹۲۵ء میں انجمن خدام الدین کے جلسہ

ذہب نام سید انور شاہ

میں تشریف لاتے تو علامہ صاحب کو اس کی خبر ہوئی۔ آپ علامہ کی بت کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے چنانچہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے علامہ سید انور شاہ اور دیگر علماء کو اپنے یہاں مدعو کیا یہ خط اقبال کے علامہ کا احترام اور تواضع کا بہترین ثبوت ہے۔ لکھتے ہیں

مخدوم مکرم حضرت قبلہ مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب سے ابھی معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ انجمن خدام الدین کے جلسہ میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمادیں گے۔ میں اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا اگر آپ کل شام اپنے دبیریتہ نص کے ہاں کھانا کھائیں۔ جناب کی وساطت سے مولانا حبیب الرحمن صاحب قبلہ عثمانی حضرت مولوی شبیر احمد صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمن صاحب کی خدمت میں بھی اتنا سہ ہے۔ مجھے اسید ہے کہ جناب اس ریعنے کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لیے سواری یہاں سے بھیج دی جائے گی۔

(اقبال نامہ، دوم، ص ۲۸۷)

جناب محمد حامد صاحب پاکستان ملٹری اکیڈمی کا کول اس خط پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس خط سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ حق جو دراصل اسلاف کی روشن یادگار تھے علامہ کو بے حد عزیز تھے اور آپ ان سے ملاصق کا تعلق رکھتے تھے۔ وہ جس طرح علامہ انور شاہ صاحب کو مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا کے الفاظ سے اب کرتے ہیں اور عریضے کو شرف قبولیت بخشنے کی التجاء کرتے ہیں وہ جہاں اقبال کی نیاز مندی اور علم کی بردائی کا بین ثبوت ہے وہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علامہ نے اس نوع کا خط کسی بڑے سے بڑے نابہادر۔ گورنر۔ جج یا کسی بھی مسٹر کو تحریر نہیں کیا۔ ان کے تمام خطوط کے مجموعہ میں اس درجہ نیاز مندی کا لہجہ

شاہد ہی کہیں اور ہوا ہو۔ (انکار اقبال - ص ۲۱۵)

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں -

### خطابت شاہی مسجد کی پیشکش

ایک مرتبہ اتفاق سے علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ لاہور تشریف لائے اور راقم رڈ اکٹر چغتائی کے مکان کے قریب تکیہ سادہ ہواں راندرن کوچی دروازہ لاہور پر عبد الغفار شاہ کے ہمان ہوئے۔ ان کی دعوت پر اردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں وعظ کیا۔ اُس وقت ادھر آپ کی موجودگی یہ لاہور میں علامہ اقبال نے دونوں تنظیموں راجنن اسلامیہ پنجاب اور راجنن حمایت اسلام لاہور سے معاملہ فہم کر لی تھی کہ اگر آپ یہاں تشریف لے آئیں تو آپ خطیب بادشاہی مسجد اور ادھر اسلامیہ کالج میں علوم دین سے کے سربراہ ہوں گے۔ مگر افسوس ہے کہ اُس وقت کسی قدر حضرت قبلہ علامہ کشمیری کے اپنے بعض نظریات یہاں آنے میں حائل ہوئے کیونکہ آپ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کی وجہ سے پہلے موجودہ انتظامات میں ان کی شخصیت کی سے کسی کی حق تلفی ہو۔ (بادشاہی مسجد لاہور ص ۳۷-۳۸)

مولانا سعید احمد اکبر آبادی لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب کے دارالعلوم -

### فقہ حنفی کی جدید تدوین

استغنیٰ کے چند روز بعد علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اپنی خوشی کا اظہار کیا میں نے بڑے تعجب سے عرض کیا آپ کو دارالعلوم دیوبند کے نقصان کا کچھ طال نہیں فرمایا اور مگر دارالعلوم کو تو صدر الدین اور مل جائیں گے اور یہ جگہ خالی نہ رہے گی۔ لیکن اسلام کے لیے جو کام ہیں شاہ سے لینا چاہتا ہوں اس کو شاہ صاحب کے سوا کوئی دوسرا سرانجام نہیں دے سکتا۔ پھر فرمایا آج اسلام کی سے بڑی ضرورت ہے فقہ کی جدید تدوین ہے۔ جس میں زندگی کے ان سینکڑوں ہزاروں مسائل کا صحیح حل پناہ ہو جن کو دین کے موجودہ قوی اور بین الاقوامی - سیاسی - معاشی اور سماجی احوال و ظروف نے پیدا کیا ہے۔ پورا یقین ہے کہ اس کام کو میں اور شاہ صاحب دونوں مل کر ہی کر سکتے ہیں اس وقت عالم اسلام میں دونوں کے علاوہ کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس عظیم ذمہ داری کا حامل ہو سکے۔ پھر فرمایا یہ مسائل کیا ہیں؟ اور ان کا سرچشمہ کیا ہے؟ میں ایک عرصہ سے ان کا بڑے غور سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ بر مسائل میں شاہ صاحب کے سامنے پیش کروں گا اور ان کا صحیح اسلامی حل کیا ہے؟ یہ شاہ صاحب بتائیں گے اس طرح ہم دونوں کے تعاون و اشتراک سے فقہ جدید کی تدوین عمل میں آجائے گی رحمت ا

علامہ اقبال کی شدید خواہش تھی کہ کسی طرح

### علامہ کشمیری کی خدمت میں تار اور قاصد

سید انور شاہ کشمیری لاہور ہی میں قیام فرما

چنانچہ جب آپ نے بعض انتظامی امور کی بنا پر دارالعلوم دیوبند سے علیحدگی اختیار کی تو علامہ اقبال -

شاہ صاحب کو ایک تفصیلی تارویا جس میں شاہ صاحب سے درخواست کی گئی تھی کہ اب آپ لاہور تشریف لائیں اور یہاں مستقل قیام فرمائیں۔ مرتبہ میں بڑے مسلمان جناب عبدالرشید ارشد صاحب مولانا عبدالحق ہزاروی کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ میں ان دنوں لاہور اسٹریٹیا جامع مسجد میں خلیفہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے دیوبند ایک تفصیلی تارویا جس کے ساتھ جوابی تار بھی تھا جس کا کوئی جواب نہ آیا تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے دیوبند بھیجا کہ تم جا کر زبانی عرض کرو۔ میں گیا تو معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کو وہ تار اس وقت دیا گیا جب ڈاکٹر صاحبیل والوں نے اصرار کر کے وہاں تشریف لے جانے پر رضامند کر لیا تھا۔ میں بلا تو فرمایا افسوس کہ آپ کا پیغام بعد میں ملا اور ڈاکٹر صاحبیل والوں سے وعدہ کر چکا تھا (حاشیہ۔ میں بڑے مسلمان ص ۲۷۷)

شاہ صاحب لاہور تو نہ آسکے لیکن ڈاکٹر صاحب کا علامہ سید انور شاہ کشمیری سے استفادہ

کرتے رہے۔ اپنے سوالات و شبہات با تفصیل مولانا کو لکھتے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب فرماتے ہیں۔  
 در ان کے آٹھ آٹھ صفحات کے خطوط سوالات و شبہات سے پڑ آتے تھے اور حضرت سید انور شاہ کشمیری ان کے شافی جوابات لکھتے۔  
 رنورالانوار۔ درجیات انور ص ۲۲۵

رسالہ "مصرّب الخاتم علی حدوٰث العالم" سے استفادہ  
 مولانا انور شاہ کشمیری نے چار سو (۴۰۰) اشعار پر مشتمل ایک منظوم رسالہ علم الکلام و فلسفہ کے موضوع پر تحریر فرمایا تو اس کی ایک کاپی جناب اقبال کو بھی ارسال فرمائی جنہوں نے اس رسالہ کو بہت پسند فرمایا۔

جناب عبدالرشید ارشد مولانا سعید احمد اکبر آبادی سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علامہ اقبال نے ایک صحبت میں فرمایا کہ میں تو مولانا انور شاہ کا رسالہ پڑھ کر دنگ رہ گیا ہوں کہ رات دن قال اللہ وقال الرسول سے واسطہ رکھنے کے باوجود فلسفہ میں بھی ان کو اس درجہ درک و بصیرت اور اس کے مسائل پر اس قدر گہری نگاہ ہے کہ حدوٰث العالم پر اس رسالہ میں انہوں نے جو کچھ لکھ دیا ہے سچ تو یہ ہے کہ آج یورپ کا بڑے بڑا فلسفی بھی اس مسئلہ پر اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ مولانا اکبر آبادی مزید لکھتے ہیں کہ اس کے بعد علامہ اقبال نے وہ رسالہ میرے حوالہ کیا اور فرمایا کہ اس میں چار شعر ایسے ہیں جن کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے ان پر نشان لگا دیا ہے۔ آپ دیوبند جائیں تو یہ نسخہ ساتھ لیتے جائیں اور شاہ صاحب سے ان کا مطلب دریافت کرتے آئیں میں نے دیوبند جا کر وہ رسالہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کر کے ڈاکٹر صاحب کا پیام پہنچایا لیکن حضرت نے مجھ کو ان اشعار کا مطلب سمجھانے کی بجائے یہی مناسب خیال فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب

کو فارسی میں ایک طویل خط لکھیں اور اس میں ان اشعار کا مطلب بھی تحریر فرمادیں۔ یہ خط میں دستی لے کر لاہور آیا اور ڈاکٹر صاحب کو پہنچا دیا۔  
 (بیس بڑے مسلمان ص ۳۷۶)

مسئلہ زمان و مکان میں بھی علامہ اقبال نے مولانا انور شاہ صاحب سے رجوع کیا ۱۹۲۸ء میں اور نیشنل کانج کانسٹریٹس لاہور زیر اہتمام پنجاب یونیورسٹی شعبہ عربی و فارسی کے صدر کی حیثیت سے اپنے انگریزی میں صدارتی خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

مشہور حدیث لا تسبوا اللہ صرفان اللہ هو اللہ میں دہر یعنی (TIME) کا جو لفظ آیا ہے اس کے متعلق مولوی سید انور شاہ کشمیری جو دنیا کے اسلام کے جدید ترین محدثین وقت میں سے ہیں میری خط و کتابت ہوئی اس مراسلت کے دوران میں مولانا موصوف نے مجھے اس مخطوطے رغایتہ الامکان فی وراثتہ الامکان کی طرف رجوع کرایا اور بعد ازاں میری درخواست پر ازراہ عنایت مجھے اس کی ایک نقل ارسال کی۔  
 (اقبال اور علمائے پاک و ہند ص ۲۴۵)

علامہ اقبال نے اپنے خطبات۔

### مستند ختم نبوت و قتل مرتد میں استفادہ

'THE RECONSTRUCTION OF

دو THOUGHT IN ISLAM کے سلسلے میں مولانا سید انور شاہ کشمیری سے ختم نبوت۔ قتل مرتد اور مسئلہ زمان و مکان میں خاص طور پر استفادہ کیا۔ جناب اعجاز الحق قدوسی لکھتے ہیں کہ اہل نظر کو یہ تو معلوم ہے کہ پنجاب کے خصوصاً اور ہندوستان کے عموماً تعلیم یافتہ طبقے میں قادیانی تحریک کی سٹرائیگری کا جو احساس بیدار کیا ہے اس میں بڑا دخل علامہ اقبال کے اس لیکچر کا ہے جو ختم نبوت پر ہے اور ساتھ ہی اس مقالہ کا بھی جو انگریزی زبان میں قادیانی تحریک کے خلاف شائع ہوا۔ لیکن یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ان دونوں تحریروں کے باعث حضرت سید انور شاہ کشمیری تھے۔  
 (اقبال اور علمائے پاک و ہند ص ۲۵۲)

ایک مرتبہ جب شاہ صاحب انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ میں لاہور تشریف لائے۔ علامہ اقبال کو معلوم ہوا تو قیام گاہ پر حاضر ہوئے اور حضرت کشمیری کو رات کے کھانے پر مدعو کیا دعوت تو ایک بہانہ تھی اصل مقصود علمی استفادہ تھا۔ کھانے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ختم نبوت اور قتل مرتد کا مسئلہ اٹھایا۔ حضرت شاہ صاحب نے تمام شکوک و شبہات اور اعتراضات کو صبر و سکون سے سنا۔ پھر ان دونوں مسئلوں پر ایک ایسی جامع اور مدلل تقریر کی کہ ڈاکٹر صاحب کے دل کی ہر غلشی کو دور کر دیا اور آپ ان دونوں مسئلوں پر بالکل مطمئن ہو گئے۔ اس کے بعد ڈاکٹر اقبال نے ختم نبوت پر وہ لیکچر دیا جو ان کے خطبات میں شامل ہے اور قادیانی تحریک کی تردید میں انگریزی میں وہ مقالہ بھی تحریر کیا جس نے پنجاب کی فضا میں تلاطم پیدا کر دیا۔

**آخری ملاقات** | علامہ اقبال اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی آخری ملاقات اگست ۱۹۳۲ء میں ہوئی شاہ صاحب مقدمہ بہاول پور (تفصیل مقدمہ کے لیے دیکھئے بیس بڑے مسلمان ص ۲۹۵) کے سلسلہ میں ۱۹ اگست ۱۹۳۲ء کو بہاول پور پہنچے ۲۵ اگست کو ان کا بیان شروع ہوا جو پانچ روز جاری رہا۔ اس سفر کے سلسلہ میں لاہور میں قیام کیا۔ جامع مسجد اسٹریٹ میں صبح کی نماز کے بعد وعظ کرتے جس میں دیگر لوگوں کے علاوہ علامہ اقبال بالخصوص حاضر ہوئے۔ (حیات انور۔ ص ۲۲۷)

**تعزیتی اجلاس اور علامہ کا خراج عقیدت** | ساٹھ سال کی عمر میں برصغیر کا یہ (سید انور شاہ کشمیریؒ) متبحر عالم۔ یہ علم و فضل کے کالات کا پیکر۔ یہ مجسمہ بہرہ و فقر ۲ صفر ۱۳۵۶ھ ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء کو دیوبند میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ شاہ صاحب کی وفات کی خبر لاہور میں سن کر ڈاکٹر صاحب نے حد معلوم ہونے تعزیتی جلسہ اپنے اہتمام سے کرایا۔ خود صدارتی تقریریں بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا۔

”اسلام کی ادھر کی پانچ سو سال تاریخ شاہ صاحب کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔“ رہیں بڑے مسلمان

ہزاروں سال نرگس اپنی بے زوری پہ روتی ہے

بڑی شکل سے ہوتا ہے جن میں دیدہ ور پیدا

علامہ اقبال نے اپنی تعزیتی کے اختتام پر یہ شعر پڑھا اگرچہ یہ شعر علامہ اقبال نے شاہ صاحب کی وفات سے بہت پہلے لکھا تھا لیکن اس جلسہ میں شعر کے مصداق کو متعین کر کے ڈاکٹر صاحب مبلغ علم متعین کر دیا جس کی مدد کو چھو کر انسان دیدہ ور ہوتا ہے۔

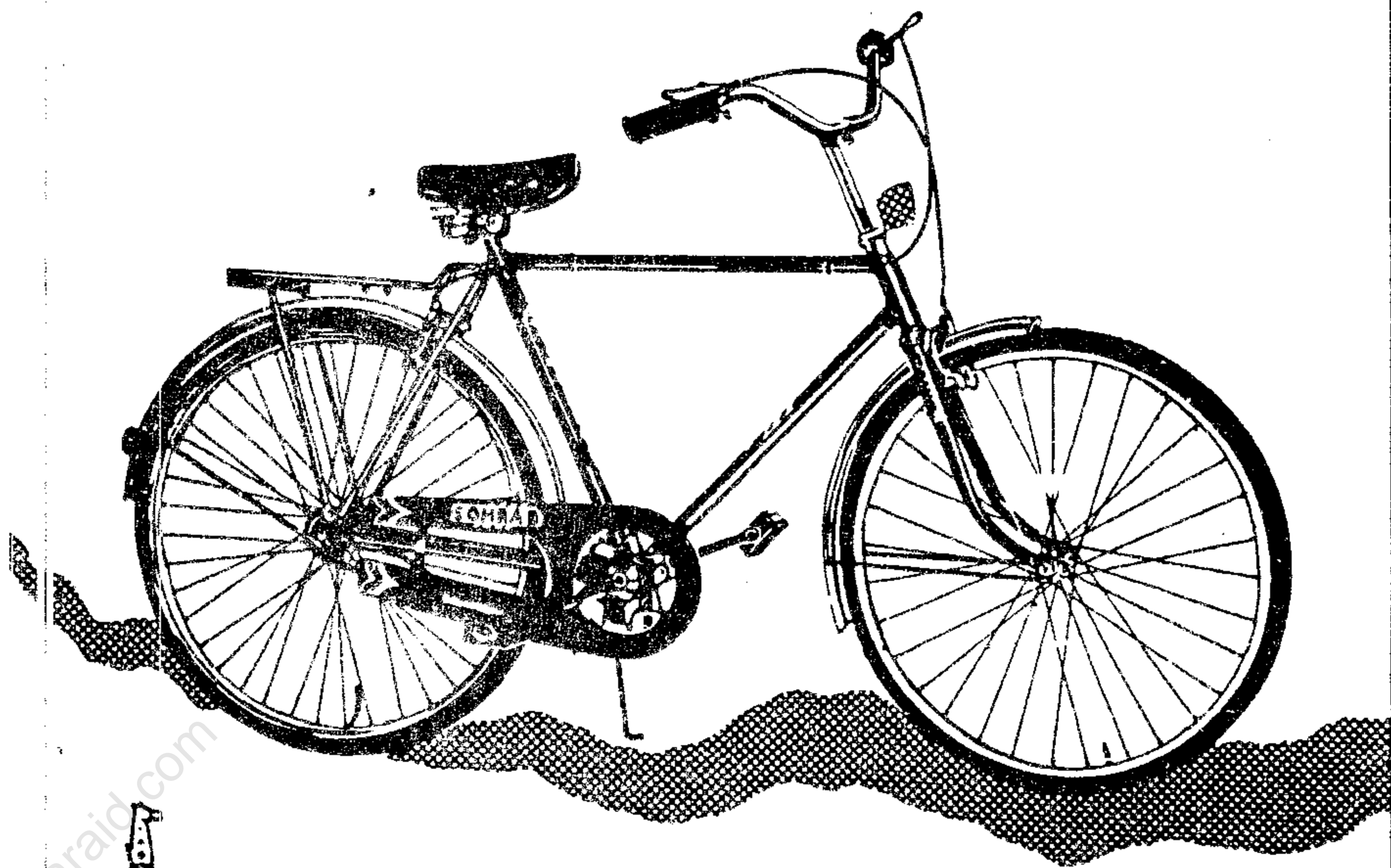
## دینی اداروں کے ارباب اہتمام کی خدمت میں

دینی مدارس کے ارباب اہتمام، درس نظامی کے تنظیم اور مختلف علمی و دینی ادارے عموماً شوال میں جامع حقانیہ کے دفتر اہتمام سے رابطہ کر کے درس و تدریس، وعظ و خطابت، دعوت و تبلیغ، تصنیف و ایف اور مختلف دینی کاموں کیلئے باصلاحیت فضلا کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ابھی سے دفتر اہتمام سے باقاعدہ رابطہ کر کے مطلوبہ معیار کے باصلاحیت فضلا اور ذی استعداد علماء مدرسین کے بارے میں باضابطہ درخواستیں بھیج دی جائیں تاکہ متعلقہ حضرات کو پہلے سے اپنے کام اور نینداتی سے آگاہ کر دیا جائے تاخیر سے موصول ہونے والی درخواستوں کی تعمیل مشکل ہو جاتی ہے۔ (ادارہ)

*The First Name  
in Bicycles, brings  
ANOTHER FIRST*

**SOHRAB** **VIP** SPORTS

Sohrab, the leading national bicycle makers now introduce  
the last word in style, in elegance, in comfort...  
absolutely the last word in bicycles.



**PAKISTAN CYCLE INDUSTRIAL COOPERATIVE SOCIETY LIMITED**

National House, 47 Shahrah-e-Quaid-e-Azam, Lahore, Pakistan.

Tel: 7321026-8 (3 Lines). Telex: 44742 CYCLE PK. Fax: 7235143. Cable: BIKE